فردوس کوثر

پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

ساٹھ کی دہائی میں مزاحیہ شاعری

Fidous Kausar

PhD Scholar, Department of Urdu, NUML, Islamabad.

Humorous Urdu Poetry in the Decade of 60s

The decade of 60s in Pakistan had strong effect on humorous Urdu poetry due to its changing circumstances as well as ups and downs of the political, social, cultural scenario. There can be seen the humorous and innovative change in Urdu literature, especially in writing style of short stories, poetry and prose. The research work of this article is the reflection of clear Urdu humorous poetry, depicting social flaws in a smoothing way and enhancing their effects in the society. This article is also a bold comment on the decline of moral values, persuation towards materialism especially by using unfair means like bribery and theft causing poverty in the society.

ادب کی ترقی اور نئے رجحانات کے آغاز وارتقا میں اس کے عہد کے سیاسی، سماجی، معاشی، مذہبی، نفسیاتی اور تمام داخلی و خارجی حالات کا ہی کردار ہوتا ہے۔ساٹھ کی دہائی کا مجموعی طور پر اردو ادب اپنے دور کے حالات کا عکاس ہی نہیں اس دور کی ایک تاریخ بھی ہے۔طنزیہ ومزاحیہ شاعری بھی اپنے دور کے سیاسی سماجی حالات وواقعات سے نہ صرف کوئی چشم پوشی نہ کی بلکہ اپنی قوت مشاہدہ و تجزیہ کو بھرپور طور پر استعمال میں لاتے ہوئے دور دور تک نظر آنے والی سیاسی و سماجی بے اعتدالیوں، کمزوریوں اور کجی کو نشانۂ طنز وتضحیک بناتی رہی۔اس دہائی میں دو اور اہم واقعات ایسے رونما ہوئے جنھوں نے حالات میں

تبدیلی پیدا کردی۔ ایک تو ایوب خان کا مارشل لاء تھا جو ۱۹۵۸ء میں نافذ کیا گیا تھا۔ یہ مارشل لاء اپنے نقطۂ آغاز کے لحاظ سے تو ساٹھ کی دہائی کے دائرے میں نہیں آتا لیکن اثرات اور تغیرات کے لحاظ سے اسی دہائی سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔

دوسرا اہم واقعہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جھڑپ ہے۔ ان دونوں واقعات نے اردو کی طنزیہ و مزاحیہ شاعری کے موضوعات اور لب و لہجے کو یقیناً متاثر کیا۔ جنرل یحییٰ خان ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء سے ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء تک کرسئ اقتدار پر براجمان رہے۔ اسی دور میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا المناک واقعہ بھی پیش آیا۔ عسکری دورِ قیادت میں ہی جمہوریت کا نظام متعارف کرانے کی سعی عمل میں آئی۔ جمہوریت اور معاشی استحکام کے خواب نے اسی دور میں ایک نوع کی تعبیر حاصل کی۔ برقی ذرائع ابلاغ (الیکٹرانک میڈیا) اور مطبوعہ ذرائع ابلاغ (پرنٹ میڈیا) نے سماجی زندگی میں کئی طرح کی چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں کی لہریں طول و عرض میں پھیلا دیں۔ اس دور میں ایک قابلِ توجہ صورت حال یہ بھی وقوع پذیر ہوئی کہ جب ایوب خان نے اقتدار سنبھالا تو مشرقی پاکستان (اس وقت کا بنگال) نے یہ محسوس کیا کہ فوج میں بنگالیوں کی نمائندگی آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اس فوجی انقلاب سے بنگالی ہمیشہ ہمیشہ اقتدار سے محرومی کی جانب دھکیلے گئے۔

اقتدار میں آنے کے بعد ایوب خان نے مشرقی پاکستان کے عام شہری کی زندگی بہتر بنانے کی ممکنہ حد تک کوشش ضرور کی۔ سرمایہ کاری اور روزگار کے فروغ کے لیے جدوجہد کی۔ اس کے باوجود بنگالیوں کے دل جیتنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اسی دوران ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ ہوئی جس سے مشرقی پاکستان کے لوگوں نے اپنے آپ کو تنہا اور بے یار و مددگار محسوس کرنا شروع کیا۔

تمام تبدیلیوں نے فرد کے لیے نفسیاتی سطح پر بھی مسائل سے دوچار کر دیا تھا اور اخلاقی اقدار جو سالہا سال سے روایت میں چلی آ رہی تھیں وہ بھی تغیرات کی زد میں آ رہی تھیں۔ اس ساری صورت حال نے جہاں وطنِ عزیز کی سیاسی فضا میں ہلچل، خوف، غیر یقینی صورت، گھٹن، نفسیاتی کشمکش سی پیدا کی وہاں سماجی اعتبار سے بے اعتدالیاں بھی اندرونِ خانہ فروغ پاتی رہیں۔ عوام الناس کو جن جن سماجی و معاشی حالات کا سامنا پہلے رہا بعینہٖ وہی حالات ساٹھ کی دہائی میں بھی رہے۔ رشوت ستانی، لوٹ مار، چوری، مہنگائی، مہنگائی کے باعث وجود میں آنے والے دیگر بہت سے مسائل، تہذیبی و نفسیاتی مسائل سبھی اس دور میں بھی عوام الناس کو اپنے پنجے میں لیے رہے۔

پاکستانی مزاحیہ و طنزیہ شاعری کے حوالے سے ساٹھ کی دہائی میں جو شعراء نمایاں طور پر نظر آتے ہیں ان میں چونچال سیالکوٹی، اکبر لاہوری، ظریف جبل پوری، مسٹر دہلوی وغیرہ شامل ہیں۔ ساٹھ کی دہائی میں مہنگائی نے عوام الناس کو نہایت ستایا۔ سیاسی و اجتماعی سرگرمیوں پر پابندی اور آزادئ اظہار پر قدغن کے باعث اس دور میں نفسیاتی مسائل پیدا ہوئے اور اندرون خانہ گھریلو زندگی کی سطح پر نوک جھونک کے واقعات تیز ہوئے۔ اس سے خانگی زندگی کے مسائل ابھرے اور طنز و تضحیک کا رخ بیگمات کی جانب ہوا۔ رشوت ستانی اور چور بازاری اس دور میں بھی جاری رہی۔ اس دور میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافہ ہوا اور مزدور کی اجرت میں کمی کے باعث عام آدمی مہنگائی کے زیرِ بار دبا نظر آتا ہے۔ شعراء نے مہنگائی اور اس سے متعلق دیگر امور کو اپنی طنزیہ تخلیقات کا حصہ بنا لیا۔ ظریف جبل پوری کا نہایت خوبصورت شعر مہنگائی کے حوالے سے ملاحظہ کیجیے جس میں انھوں نے گرانئ اشیاء کو ''بم'' سے تشبیہ دی ہے۔

بے لڑے جان دیئے جاتے ہیں اب تو ہم لوگ
ہائے کیا تاک کے بم پھینکا ہے مہنگائی کا (۱)

گرانی اشیاء کے سبب سے ایک فائدہ تو عوامی سطح پر یہ ضرور ہوا کہ عوام الناس میں کفایت شعاری کی عادت بحالت مجبوری پیدا ہوئی۔ چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے کی سوچ پختہ تر ہونے کے امکانات زیادہ پیدا ہوئے۔ گویا کہ عوام الناس کی عقلیں اشیاء کی گرانی نے درست کر دیں۔

عقلیں درست ہو گئیں مہنگائی کے سبب
سب بیوقوف جنگ میں چالاک ہو گئے (۲)

گرانی اشیاء کے باعث شعبۂ طب سے تعلق رکھنے والے حضرت (ڈاکٹر) نے مریض کے علاج سے زیادہ فیس کی شرح پر توجہ مرکوز کر دی۔ آزادیٔ اظہار سے عوام اس دہائی میں ایسے بھی محروم تھی، اب طبیبوں کے شکنجے میں بھی بری طرح پھنس گئی۔ یہ قطعہ قابلِ توجہ ہے جسکا عنوان ہے ''مریض کا مال''

ڈاکٹر پہلے بھی تھے آج بھی ہیں
فرق لیکن ہوا ہے یہ فی الحال
ان کا مقصود تھا مرض کا علاج
ان کے پیشِ نظر مریض کا مال (۳)

۱۹۵۸ء میں اگر چہ مارشل لاء لگا اور ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جھڑپ ہوئی لیکن ساتھ ساتھ جمہوریت اور عوامی حکومت کے خواب بھی دیکھے جاتے رہے۔ اس حوالے سے عینک فریمی، سید ضامن جعفری اور مسٹر دہلوی کی بعض مزاحیہ وطنزیہ نظمیں لائق توجہ ہیں۔

سید ضامن جعفری کی مزاحیہ نظم ''تحریک بحالی جمہوریت''، عینک فریمی کا طنزیہ قطعہ ''مرغ نامہ'' اور مسٹر دہلوی کی ظریفانہ نظم ''منشور'' اپنے موضوع اور مواد دونوں حوالوں سے اہم ہیں۔ مسٹر دہلوی کی ظریفانہ نظم ''منشور'' میں سیاست دانوں کے عمومی رویّے کو نشانۂ تضحیک بنایا گیا ہے۔

عینک فریمی کا مزاحیہ وطنزیہ قطعہ ''مرغ نامہ'' سیاست دانوں کی ہوسِ زر اور شکم پروری کے رویّوں کو نشانۂ تضحیک بناتا ہے۔ انقلاب کے نعرے کے بطن میں اپنی کرسی کا بچاؤ اور اپنے پیٹ کی فکر پنہاں ہوتی ہے۔

سندھ و پنجاب، سرحد و بنگال
بٹ رہی جوتیوں میں ہے اب دال
رہبر قوم کو ہے پیٹ کی فکر
ان کے لب پر یہی ترانہ ہے

لاؤ شامی کباب ٹکڑوں ٹکوں
نعرۂ انقلاب ٹکڑوں ٹکوں (۴)

جمہوریت، انقلاب، عوام کی خدمت، وطن کی حفاظت، حب الوطنی جیسے پرکشش الفاظ اور نعرے سیاست دانوں کے یہاں محض ڈرامہ بازی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی کو سید ضامن جعفری نے اپنی متذکرہ بالا نظم میں سامنے لایا ہے اور اہل سیاست پر طنز کی ہے۔

وہ کہہ رہے ہیں کہ جمہوریت بحال کرو
مراد یہ کہ ہمارا بھی کچھ خیال کرو
اسیر حب الوطن کل تھے اور نہ آج ہیں ہم
حریصِ دولت دنیا و تخت و تاج ہیں ہم (۵)

۱۹۴۷ء میں الگ وطن تو حاصل کیا گیا مگر اپنی تہذیب اور اخلاق اقدار کا احیاء نہ ہو سکا۔ اخلاقی زوال دراصل سماج کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی معاشی بدحالی، تہذیبی زوال اور معاشرتی پستی کی عکاسی کرتا ہے۔ سماج کا مجموعی ڈھانچا جب توڑ پھوڑ کا شکار ہو جاتا ہے تو اخلاقی زوال اپنی رفتار تیز کر دیتا ہے۔ ایسی ہی صورت حال ساٹھ کی دہائی کے سماج میں بھی نظر آتی ہے۔

چاند رات آئے تو سب دیکھیں ہلالِ عید کو
اک ہمارا ہی نصیبہ ہڈیاں تڑوا گیا
چھت پہ ہم تھے ''چاند'' کے نظارے میں کھوئے ہوئے
بس اچانک ''چاند'' کا ابا وہاں پر آ گیا (۶)

چوری چکاری، بھتہ خوری، ہمسائیوں کے اخلاق و تہذیبی حقوق کی پامالی سبھی برائیاں نشانۂ طنز و تضحیک قرار پاتی ہیں۔

صاحب زادے کیا کرتے ہیں؟ لڑکی والوں نے پوچھا
''جب دیکھو فارغ پھرتے ہیں یا پیتے تمباکو ہیں''
لڑکے کی اماں یہ بولیں ''کام کرے اس کی جوتی''
''دو بھائی بھتہ لیتے ہیں ابا خیر سے ڈاکو ہیں'' (۷)

اخلاقی زوال کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ قیام پاکستان کے بعد یہاں مغربی اور بیرونی دنیا کے افکار و خیالات ہر سطح پر درآمد کیے جانے لگے۔ ادبی، سماجی، فکری معاشی ہر سطح پر بیرونی خیالات کو ترقی کا زینہ سمجھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ساٹھ اور ستر کی دہائیاں ایک طرح کی قیل و قال اور ردّ و قبول کی دہائیاں شمار ہوتی ہیں۔ تہذیبی و اخلاقی سطح پر بھی بیرونی طرز معاشرت اور میل جول کے انداز و اطوار کو مقامی اقدار و روایات پر فوقیت حاصل ہوتی گئی جس کے باعث ایک نقصان تو یہ ہوا کہ یہاں کی نوجوان نسل خصوصی طور پر اپنی تہذیبی و اخلاقی اقدار سے روز بروز ناآشنا ہوتی چلی گئی اور دوسرا نقصان یہ ہوا کہ یہ نسل بیرونی اقدار و خیالات پر بھی کمالِ دسترس حاصل نہ کر پائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔

پڑھنے انگریزی گئے اپنی زبان بھی بھُول گئے
انڈین نیشن کو اس گٹ مٹ نے گنگا کر دیا
کل تلک زینت تھیں گھر کی آج سڑکوں کی بہار
مولوی جی کو بھی انِ مسوں نے رانجھا کر دیا (۸)

رشوت خوری اور رشوت ستانی ایک سماجی برائی ہے۔ ساٹھ کی دہائی میں عسکری قیادت کے زور بازو اور بعض سخت احکامات وتعزیرات کے باوجود پاکستانی سماج میں اس برائی کی بھرپور طور پر روک تھام نہ ہوسکی۔ پاکستانی طنز نگار شعراء نے اس سماجی برائی کو نشانۂ طنز و تضحیک بناتے ہوئے اپنے فنی فریضے کو نبھانے کی کوشش کی ہے۔

جب تلک رشوت نہ لیں ہم، دال گل سکتی نہیں
ناؤ تنخواہوں کی تو پانی پہ چل سکتی نہیں
علتِ رشوت کو اس دنیا سے رخصت کیجیے
ورنہ رشوت کی دھڑلے سے اجازت دیجیے (۹)

سرکاری وغیر سرکاری دفتروں میں اعلیٰ عہدیداروں سے اپنے کام نکلوانے کے لیے چاپلوسی کو وسیلہ بنانا بھی ایک سماجی برائی ہے۔ مسٹر دہلوی نے اس برائی کو نشانۂ تضحیک بنایا ہے اس حوالے سے ان کی نظم ''مکھن'' نہایت قابلِ توجہ ہے۔

افسر یہ منسٹر کو دے، ماتحتوں سے مانگے
ماتحت اسے بیوی اور بچوں سے مانگے
ہے لطف کہ مکھن کا طلب گار ہے مکھن
مکھن ہے بڑی چیز جہاںِ تگ و دو میں (۱۰)

علامہ اقبال کی معروف نظم ''شکوہ'' کی پیروڈی کرتے ہوئے ''رشوت خوری'' جیسی موذی سماجی بیماری کو محبوب عزمی نے نہایت بلیغ اور اثر انگیز پیرائے میں نشانۂ تضحیک بنایا۔

آ گیا گر کہیں دفتر میں کوئی بندہ نواز
ہوسِ زر میں گرفتار ہوئی قومِ حجاز
نہ کہیں رُول رہا اور نہ قانوں کا جواز
پستی عملے کی گئی اور گیا حاکم کا فراز
''بندہ و صاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے''
آئے رشوت کی جوز دمیں تو سبھی ایک ہوئے (۱۱)

رشوت خوروں کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ انھیں عوام رشوت دیتی ہے تو لینا پڑتی ہے۔ اگر عوام رشوت ہی نہ دے تو بقول رشوت خوروں کے انھیں رشوت لینے کا شوق نہیں ہوتا۔

ہے بجا شیوۂ تسلیم میں مشہور ہیں ہم

آ کے دیتے ہیں جو احباب تو مجبور ہیں ہم (۱۲)

ساٹھ کی دہائی میں غربت کا آسیب حالات وتغیرات کے باعث مزید قوی تر ہونے لگا۔عوام دو وقت کی روٹی کے لیے شدید جسمانی مشقت پر مجبور ہوگئی۔غریب عوام سڑکوں پر ریڑھی لگا کر گزراوقات کرنے پر مجبور تھی۔عمومی طور پر صفائی کا نظام بھی قابل اطمینان نہیں تھا لہٰذا ریڑھیوں پر بیچی جانے والی اشیائے خورونوش استعمال کرنے کے باعث بیماریاں بھی مسلسل پھیلتی جا رہی تھیں۔گویا ریڑھی بان غربت کے مارے موت بیچ رہے تھے۔

سڑک پر جو بیٹھے ''پُلا'' بیچتے ہیں

اسے بس بزور صدا بیچتے ہیں

الا بیچتے ہیں بلا بیچتے ہیں

چھپی موت کو برملا بیچتے ہیں (۱۳)

۱۹۵۸ء، میں مارشل لاء لگا تو ایک نعرہ یہ لگایا گیا کہ ملک اب صنعتی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا مگر بجلی کا بحران جوں کا توں رہا۔عام آدمی بجلی بحران اور واپڈا کی زد میں رہا۔اس حوالے سے چچا غلام رسول کی ایک نظم ''بجلی اور مچھر'' مزاحیہ پہلو کی حامل بھی ہے۔

رات کی تاریکی میں اکثر چلی جاتی ہے یہ

ڈانگ لے کر جاتے ہیں تو تب کہیں آتی ہے یہ

بل کسی صورت ہزاروں سے نہ نیچے آئے گا

دھوپ میں ہو کر کھڑا صارف جمع کروائے گا (۱۴)

مختصر یہ کہ ساٹھ کی دہائی کی پاکستانی اردو مزاحیہ شاعری میں سماج میں نظر آنے والی بے اعتدالیوں کو فنکارانہ طور پر نشانۂ طنز بنایا گیا ہے۔عمومی سطح پر شدید صورت میں نظر آنے والی مضحکہ خیز صورتوں پر طنز کے نشتر چلائے۔ساٹھ کی دہائی سیاسی حوالے سے گھٹن اور جنگ وجدال کی دہائی رہی۔اس دہائی میں اگرچہ طنز نگار شعراء کی تعداد وکمیت کے لحاظ سے دیگر دہائیوں کی نسبت کم سامنے آئی مگر جو شاعر سامنے آئے انھوں نے اپنے فکروفن کا مقدور بھر اظہار ضرور کیا۔ان طنز نگاروں نے اپنے اپنے انداز واسلوب اور اپنے زاویۂ مشاہدہ کے مطابق حالات وواقعات کے نتیجے میں نظر آنے والے بے ڈھنگے پن اور برائیوں کو نشانۂ تضحیک بنا لیا۔

حوالہ جات:

۱۔ ظریف جبل پوری، نشاطِ تماشا، سے پبلشنگ پرائیویٹ لمیٹڈ، بہادر آباد، کراچی، ۱۹۸۹ء، ص ۳۷

۲۔ ظریف جبل پوری، نشاطِ تماشہ، سے پبلشنگ (پرائیویٹ لمیٹڈ) بہادر آباد، کراچی ۱۹۸۹ء، ص ۳۵

۳۔ رئیس امروہوی، قطعات رئیس امروہوی، رئیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۴ء، ص ۵۵

۴۔ عینک فریمی، مرغ نامہ (قطعہ)، مشمولہ: گلہائے تبسم، مرتبہ: ڈاکٹر انعام الحق جاوید، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ص ۳۲۱

۵۔ سید ضامن جعفری، تحریک بحالیٔ جمہوریت (نظم)، مشمولہ: گلہائے تبسم، مرتبہ: ڈاکٹر انعام الحق جاوید، دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ص ۲۲۷

۶۔ اطہر شاہ خاں، گلہائے تبسم، دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ص ۴۷

۷۔ ایضاً، ص ۴۷

۸۔ غلام جیلانی برق، ڈاکٹر، بحوالہ انعام الحق جاوید، ڈاکٹر، گلہائے تبسم، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ص ۱۶۷

۹۔ جوش ملیح آبادی، رشوت (نظم) مشمولہ: گلہائے تبسم، مرتبہ: انعام الحق جاوید، ڈاکٹر، دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ص ۱۰۰

۱۰۔ مسٹر دہلوی، عطر فتنہ، مشتاق احمد چاندنا، کراچی، ۱۹۷۳ء، ص ۴۰

۱۱۔ محبوب عزمی، بحوالہ، اردو کی مزاحیہ شاعری، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، اشاعت دوم ۲۰۰۷ء، ص ۱۸۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۸۱

۱۳۔ شیخ، نذیر احمد، واہ رے شیخ نذیر، مرتبہ: سرفراز شاہد، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ص ۴۰

۱۴۔ غلام رسول، چچی، چاچے کی پٹاری، روداد پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۲۰